فرقہ جماعت المسلمین کیطرف سے مذہب اہلسنت پر
وارد کردہ سوالات کا دنداں شکن جواب

(نام نہاد)

فتنہ جماعت المسلمین

مصنف

مولینا لیاقت علی معصومی نقشبندی
مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر سندھ

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر کراچی

5

مفت سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۵

فرقہ جماعت المسلمین کی طرف سے مذہب اہلسنت پر وارد کردہ سوالات کا دندان شکن

جواب

فتنہ

نام نہاد جماعت المسلمین

مصنف: مولینا لیاقت علی معصومی نقشبندی
مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر سندھ

جمعیت اشاعتِ اہلِ سنّت
نور مسجد کاغذی بازار میٹھا در کراچی نمبر ۲

پیشِ لفظ

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ وصحبہ وازواجہ وذریتہ واھلِ بیتہ واولیآء امتہ وعلمآء ملتہ واھلِ سنتہ اجمعین۔ اما بعد!

بدمذہبوں اور گمراہ فرقوں کی جانب سے وقتاً فوقتاً ایسے شرانگیز سوالات شائع کئے جاتے ہیں جن کا مقصد سیدھے سادھے اور سادہ لوح سنی مسلمانوں کو بدظن کرنا اور شکوک و شبہات میں مبتلا کرنا ہوتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ان سوالات کے جوابات دیکر ان کو شائع کیا جائے تاکہ سادہ لوح سنی مسلمان ان کے مکرو فریب سے باخبر رہتے ہوئے اپنے آپکو بچائیں۔

اسی مقصد کے تحت زیرِ نظر کتابچہ "فتنہ نام نہاد جماعت المسلمین" جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کے مفت سلسلۂ اشاعت کی جانب سے شائع کروایا گیا ہے جو کہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اور جس میں فاضلِ جلیل حضرت مولانا لیاقت علی صاحب موصومی نقشبندی مدظلہ العالی نے فرقہ ضالّہ جماعت المسلمین کی جانب سے مذہبِ حق اہلسنت پر وارد کردہ سوالات کا نہایت ہی احسن طریقے سے اور دلائل سے جواب تحریر فرمایا ہے۔

اللہ کریم عزوجل اپنے پیارے حبیب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے و طفیل اسے قبول فرمائے اور اہلسنت کو اس فتنۂ خبیثہ سے محفوظ فرمائے اور مؤلف و ناشر کو اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

محمد نعمان قادری اختری
انچارج شعبۂ نشرواشاعت جمعیت اشاعتِ اہلسنت (پاکستان)

انتساب

بگرامی خدمت
خواجہ خواجگان عالمی مبلغ اسلام سیدی
مرشدی خواجہ محمد معصوم مدظلہ، جنکے
فیضان نظر نے عالم میں اسلام کو اک نئی
جلا بخشی ہے۔ خصوصاً یورپ کے ظلمات
میں آپ کی جہد کثیر سے ہزار ہا چراغ
روشن ہوئے اور آفتاب بن گئے۔
یہ سعی بھی اگر ان کی نظر عنایت کہوں تو
بے جا نہ ہوگا۔

مولانا لیاقت علی معصومی

سگ دربار عالیہ موہڑی شریف۔

از: استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر
مفتیٔ اعظم مفتی محمد حسین قادری رضوی سکھر

تقریظ

موجودہ زیر نظر رسالہ فتنہ نام نہاد جماعت المسلمین عزیز محترم فاضل محتشم مولانا لیاقت علی صاحب سلمہٗ مدرس دار العلوم جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر کی کاوشوں کا نتیجہ ہے مولانا موصوف نے اس دور کے فتنہ اور فرقہ ضالہ کے عقائد فاسدہ جو جمہور اہل سنت وجماعت سلف وخلف کے طریقہ کے خلاف ہیں ان کا دلائل کی روشنی میں جواب تحریر فرمایا، اور ان کے عقائد باطلہ کا ردِ بلیغ فرمایا۔

مولیٰ عزوجل اپنے حبیب لبیب علیہ الصلاۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے اس کو منظور ومقبول فرمائے۔ اور مؤلف کو اس کی جزا خیر عطا فرمائے۔ آمین

فقیر ابو الخیر محمد حسین قادری رضوی مصطفوی غفرلہٗ
خادم دار العلوم جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر
۶ رمضان المبارک سنہ ۱۴۱۰ھ
مطابق ۲ اپریل سنہ ۱۹۹۰ء

جماعت المسلمین کی طرف سے شائع کردہ سوالنامہ کی نقل

حنفی مذہب کے ماننے والوں سے سوال

(۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ھو سمّٰکم المسلمین) اے ایمان والو اللہ نے تمہارا نام مسلمین رکھا ہے، حنفی مذہب والے کوئی ایسی آیت یا حدیث دکھائیں جس میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کا نام، اہلسنت سُنی، دہابی یا دیوبندی رکھا ہو۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (تلزم جماعۃ المسلمین) اور اسی حدیث میں آگے فرمایا (فاعتزل تلک الفرق کلھا۔)
ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا جماعت المسلمین کو لازم پکڑنا اور آگے فرمایا سب فرقوں سے علیحدہ رہنا۔ (صحیح بخاری کتاب الفتن، صحیح مسلم کتاب الامارات) حنفی مذہب والے کوئی ایسی آیت، یا حدیث دکھائیں جس میں یہ حکم ہو کہ اہل سُنت، سُنی، دہابی، دیوبندی یا بریلوی کو لازم پکڑنا اور سب فرقوں سے علیحدہ رہنا۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (ولا تموتن الا وانتم مسلمون)
ترجمہ: اے ایمان والو مرتے دم تک مسلمین رہنا۔ اور آگے فرمایا۔ (ولا تفرقوا) اور فرقے فرقے نہ بن جانا۔ اللہ تعالیٰ نے

ایمان والوں کو حکم فرمایا کہ مرتے دم تک مسلم رہنا فرقے فرقے نہ بننا
حنفی مذہب والے کوئی ایسی آیت یا حدیث دیکھائیں جسمیں یہ حکم
ہو کہ اے ایمان والو مرتے دم تک اہلسنت، وہابی، سنی، دیوبندی
یا بریلوی رہنا فرقے فرقے نہ بننا۔

(۴) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص
جماعت المسلمین سے ایک بالشت برابر بھی الگ رہا تو اس نے
اپنی گردن سے اسلام کی رسی کو نکال پھینکا (طبرانی جلد ۱۲ صفحہ ۴۴۰)۔
حنفی مذہب والے کوئی ایسی آیت یا حدیث دکھائیں جسمیں یہ حکم
ہو کہ جو شخص اہلسنت، وہابی، سُنی، دیوبندی یا بریلوی سے ایک
بالشت برابر الگ رہا تو اس نے اپنی گردن سے اسلام کی رسی کو نکال
پھینکا۔

(۵) حنفی مذہب والے نماز وتر میں دعائے قنوت سے پہلے ہاتھوں کو
کانوں تک اٹھاتے ہیں یہ عمل کونسی حدیث میں ہے۔

(۶) حنفی مذہب والوں کا یہ عمل ہے نماز میں عورت سینے پر ہاتھ باندھے
اور مرد ناف کے نیچے۔ یہ حکم کس حدیث میں فرمایا گیا ہے۔

(۷) حنفی مذہب والے نماز کی نیت زبان سے کرتے ہیں اس عمل کا
ثبوت کس حدیث میں ہے۔

(۸) حنفی مذہب والے قعدہ میں درود شریف کے بعد رب اجعلنی
پڑھتے ہیں۔ یہ حکم کس حدیث میں ہے کہ درود کے بعد رب اجعلنی

پڑھی جائے۔

(۹) حنفی مذہب والے روزہ رکھنے کی نیت وبصوم غد نویت من شہر رمضان، اِن الفاظ سے کرتے ہیں۔ روزہ رکھنے کی نیت کے یہ الفاظ کونسی حدیث میں فرمائے گئے ہیں۔

(۱۰) سُنی، وہابی وغیرہ حنفی مذہب کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مذہب حنفی کس آیت یا حدیث میں لکھا ہوا ہے

(۱۱) حنفی مذہب والے دائمی امام ابوحنیفہ کو مانتے ہیں۔ اس کا ثبوت قرآن کی کس آیت یا کونسی حدیث میں ہے۔ حالانکہ دائمی یعنی قیامت تک لئے امام صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(۱۲) حنفی مذہب میں کئی فرقے ہیں۔ مثلاً سنی، وہابی، دیوبندی، بریلوی، نقشبندی، قادری، چشتی وغیرہ وغیرہ حالانکہ ان سب کا امام ایک مذہب ایک پھر یہ فرقے کیوں اور ان سب میں حق پر کون ہے اس کا جواب صرف قرآن مجید و صحیح حدیث سے دیں۔

(۱۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز عید کی بارہ تکبیروں کا ثبوت ملتا ہے۔ اور یہ ثبوت ابوداؤد میں ہے۔ حنفی مذہب والے نماز عید چھ تکبیروں کے ساتھ پڑھتے ہیں چھ تکبیروں کا ثبوت کس حدیث میں ہے۔ آخر میں میری یہ گذارش ہے کہ ان سوالوں کا جواب صرف قرآن مجید اور صحیح حدیث سے دیں۔ میرا حنفی مذہب کو یہ چیلنج ہے کہ قیامت تک اِن سوالوں کا جواب قرآن و حدیث سے نہیں دے سکتے۔ (جماعت المسلمین شاخ شہداد کوٹ ضلع لاڑکانہ)

الحمد للہ الذی انعم علی النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین
والصلوٰۃ والسلام علی رحمۃ للعالمین وعلی آلہ واصحابہ الہادین
المہتدین وتابعیہم وتبعہم من الائمۃ المجتہدین

اما بعد، دین اسلام کے بارے میں ہمیشہ سے شیطان نے اہل ایمان کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ شیطان انسانوں میں سے اپنے مریدین کی خاصی تعداد کو اس مقصد کے لئے استعمال کرتا رہا ہے، کبھی تو اس نے عبدالوہاب نجدی، غلام احمد قادیانی کی صورت میں اہلِ ایمان کو فریب دینے کی کوشش کی اور اب جماعت المسلمین کی شکل میں۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ ہمیشہ دشمنانِ دین کے فریب کو کسی نہ کسی سبب ظاہر فرماتا رہا۔ اور اہلِ ایمان کے ایمان ان دین کے ڈاکوؤں سے محفوظ رہے، بلکہ ان کا نورِ ایمان بڑھتا ہی رہا، ناچیز نے اہلسنت کے ادنیٰ خادم کی حیثیت سے ایسے ہی حال میں یہ سعی جمیلہ کی ہے۔ دُعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین،

واللہ الموفق وھو یہدی السبیل

جواب:- سوال نمبر ۱، ۲، ۳، ۴، ۱۰، ۱۲

اہلِ سنت کہلانا مسلمان کہلانے کے منافی نہیں، بلکہ لفظ مسلمان کی صحیح تعبیر ہی لفظ اہلِ سنت ہے۔ لفظ اہلِ سنت خاص ہے اور مسلم عام ہے اور خاص میں عام داخل ہوتا ہے لہٰذا منافی نہ ہوا۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں مسلمان ایک ہی مسلک پر گامزن تھے اس لئے کسی خاص تعبیر کی ضرورت نہیں تھی۔ بعد میں چونکہ امت متعدد گروہوں میں بٹ گئی جیسا کہ حدیث پاک میں پہلے ہی پیش گوئی فرما دی گئی تھی۔ چنانچہ فرمایا۔

تتفرق امتی علی ثلاث وسبعین ملۃً کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ (ترمذی جلد ۲ صـ ۹۳ باب افتراق ھذہ الامۃ)

میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ان میں سوائے ایک کے تمام جہنمی ہوں گے۔

ایسی صورت میں فرقہ ناجیہ کی تعیین ضروری تھی۔ ورنہ تعیین نہ ہونے کی صورت میں یہ قوی اندیشہ تھا کہ کہیں طالب حق دین کی تلاش میں گمراہ ہاتھوں میں نہ چلا جائے اور دین کے حصول میں نہایت ہی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں فرمایا۔

فانظروا عمن تاخذون دینکم (ترمذی جلد ۲ شمائل صـ ۲۸)۔

اور تم یہ دیکھو کہ اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو۔

اگر کوئی شخص اہل سنت تو کہلاتا ہے لیکن مسلم کہلانے سے منکر ہے تو واقعتاً ایسا شخص گمراہ ہے۔ لیکن اگر مسلمان ہونے کے ساتھ وہ اپنے آپ کو کسی اور نام سے موصوف کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور خود قرآن وحدیث میں

اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ قرآنِ پاک میں خود اللہ تعالیٰ نے مسلم کو کئی مقامات پر مختلف ناموں سے موسوف کیا ہے۔ مثلاً مومنین، متقین، خاشعین، صادقین دیگر جہاں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کا نام مسلم رکھا ہے وہاں ملّتِ ابراہیم کے نام سے بھی یاد فرمایا ہے۔

فاتبعوا ملة ابراهيم حنيفا۔ — تم ملّتِ ابراہیمی کی پیروی کرو جو ہر باطل سے جُدا تھے۔
⊏ پارہ ۴ رکوع اول ⊐

کہیں حزب اللہ فرمایا۔

فان حزب الله هم الغالبون — بیشک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے
⊏ پارہ ۶ مائیدہ ⊐

اور کہیں خیر امة کے نام سے موسوم فرمایا۔

كنتم خير امة اخرجت للناس — تم بہتر ہو ان سب امتوں سے جو لوگوں پر ظاہر ہوئیں۔
⊏ پارہ ۴ رکوع ۳ ⊐

اس کی تفسیر میں صاحب تفسیر کبیر یوں فرماتے ہیں۔

والمعنى انكم كنتم فى اللوح المحفوظ خير الامم — اور اس آیۃ کا معنیٰ یہ ہے کہ تم لوحِ محفوظ میں خیر الامم کے نام سے مکتوب تھے۔
⊏ تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۱۸۹ ⊐

آگے چل کر فرماتے ہیں۔

كنتم مذ آمنتم خير امة تنبيها على انهم كانوا موصوفين بهذه — تم جب سے ایمان لائے ہو خیر امۃ ہو تنبیہ ہے اس بات پر کہ وہ اس

الصفۃ مذ کانوا ——— صفت سے موصوف ہیں جب سے وہ

〔 ایضاً ص۱۹۰ 〕 اسلام میں ہیں۔

دیگر خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی جماعتوں کو مختلف اعتبارات سے مختلف ناموں سے یاد فرمایا۔ انصار اور مہاجرین کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرح دعا دی۔

فاغفر الانصار والمہاجرہ۔ اے اللہ تعالیٰ انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

〔 بخاری جلد ۲ ص۵۸۸ 〕

دوسرے مقام پر فرمایا ———

قال ذھب اھل الھجرۃ بما فیما ——— مدینہ پاک کی طرف پہلی ہجرت میں جو خصوصی اجر و ثواب تھا وہ اولین اہلِ ہجرت لے جا چکے۔

〔 بخاری جلد ۲ ص۶۱۶ 〕

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے یوں وصیت فرمائی۔

قال اوصی الخلیفۃ من بعدی بالمھاجرین الاولین ۔ میں اپنے بعد مہاجرین اولین میں سے خلیفہ بنانے کی وصیت کرتا ہوں۔

〔 بخاری جلد ا ص۵۲۴ 〕

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فقراء صفہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

عن ابی ھریرۃ قال لقد رائیتُ سبعین من اصحاب الصفۃ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے فرمایا کہ میں نے اصحاب صفہ میں سے ستر کو دیکھا ہے۔

〔 مشکوٰۃ ص۴۴۷ 〕

محدثین مسلمانوں کی جماعتوں کو مختلف ناموں سے اس طرح موصوف کرتے ہیں۔ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

باب تسمیۃ من سُمّی اهل بدرٍ — باب ان لوگوں کے نام رکھنے کے بیان میں جو اہلِ بدر کہلائے۔
بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۷۲

مسلم شریف میں ہے ——

باب من فضائل اصحاب الشجرۃ اهل بیعۃ الرضوان مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۴۲ — باب اہلِ بیعت رضوان اور اصحابِ شجرہ کے فضائل ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

باب ماجاء ان للنار نفسین وما ذکر من یخرج من النار من اهل التوحید —— ترمذی جلد ۲ صفحہ ۸۶ — باب اس چیز کے بیان میں کہ جہنم کے لئے دو سانس ہوں گے اور جو بیان کیا گیا ہے، کہ اہلِ توحید میں سے جہنم سے کون نکلے گا۔

جب مسلمانوں کو مہاجر، انصار، اہل بدر، اہل بیعتِ رضوان، اہلِ توحید وغیرہ سے موصوف کرنا درست ہے تو اہل سنت وجماعت سے موصوف کرنا کیوں صحیح نہ ہوگا، حالانکہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرقہ ناجیہ کو اسی نام سے موصوف فرمایا ——

تتفرق امتی علی ثلاث وسبعین ملۃً کلهم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من هی یا رسول اللہ قال ما — میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ان میں سوائے ایک فرقے کے تمام جہنمی ہوں گے۔ عرض کیا یا رسول اللہ

انا علیہ واصحابی ــــــ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ کونسا فرقہ ہے
ــــ ترمذی جلد ۲ ص ۹۳ ــــ فرمایا جو میری اور میرے صحابہ کی سنت پر ہے۔

اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا۔

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین — تم پر میری سنّت اور میرے خلفاء کی سنّت لازم ہے۔

ظاہر ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی سنّت کو اپنائے گا وہ اہلِ سنۃ ہی ہوگا۔
اور جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشادِ پاک

فلیلزم الجماعۃ — جماعت کو لازم پکڑو ــــــ
(مشکوٰۃ مناقب صحابہ ص ۵۵۴)

پر عمل پیرا ہوگا وہ اہل جماعت ہوا۔ گویا کہ اہلِ سنّت وجماعت فرقہ ناجیہ کیلئے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا تجویز کردہ ہے۔ دوسرے یہ کہ حدیثِ پاک میں اس کی کہیں ممانعت بھی نہیں آئی کہ مسلمان اپنے کو مسلمان کے ساتھ کسی دوسرے نام سے موصوف بھی نہیں کرسکتا۔ ھو سمکم المسلمین میں حصر کا کوئی کلمہ بھی نہیں ہے جیساکہ جماعت المسلمین نے سمجھا ہے چنانچہ اپنے پمفلٹ بنام جماعت المسلمین کی دعوت اشاعت نمبر ۹۰ ص ۶ پر لکھتے ہیں۔

ــــ تمام ایمان والوں کا نام صرف ایک ہے اور وہ مسلم ہے۔ ــــ

اگر بالفرض آیہ مذکورہ میں حصر مان لیا جائے تو قرآنِ پاک میں معاذ اللہ تضاد ماننا پڑے گا کہ کہیں تو مسلم کہا کہیں صالحین، شہدا، صادقین اور کہیں انصار اللہ،

حزب اللہ، خیرامۃ وغیرہ، قرآن نے جب مسلمانوں کو متعدد ناموں سے موصوف کیا ہے تو اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مسلمان خود کو مسلمان ہونے کے ساتھ مختلف اعتبارات سے متعدد ناموں سے موصوف کر سکتا ہے، جیسا کہ اہلِ سُنّت، حنفی، نقشبندی وغیرہ، اور ان ناموں سے موصوف ہونا مسلمان ہونے کے منافی نہیں جیسا کہ گذشتہ مذکور ہوا۔ اس کی مثال کچھ اس طرح ہوگی جیسے کوئی شخص پاکستانی بھی ہے اور سندھی بھی حیدر آبادی بھی اور عباسی بھی۔ جیسا کہ سندھی اور حیدر آبادی کہلانا پاکستانی کہلانے کے منافی نہیں۔ اسی طرح لفظ اہلِ سُنّت، حنفی، نقشبندی مسلمان ہونے کے منافی نہیں، اس کا ثبوت قرآنِ پاک میں بہت سے مقامات پر ہے، چنانچہ فرمایا۔

یوم ندعوا کل اناس بامامھم	جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

اس کی تفسیر صاحبِ تفسیر مظہری یوں فرماتے ہیں۔

یعنی ندعوھم باسم امامھم یقال یا امۃ فلان یا اتباع فلان	یعنی ہم اُن کو بلائیں گے اُن کے امام کے نام کے ساتھ تو کہا جائیگا اے فلان کی اُمّت اے فلاں کے پیروکار۔
تفسیر مظہری جلد ۵ صفحہ ۲۶	

صاحبِ تفسیر رُوح البیان اس کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں۔

مقدم فی الدین فیقال یا حنفی یا شافعی ونحوھما	جو دین میں امام ہیں پس کہا جائے گا اے حنفی، اے شافعی اور ان کی مثل دوسری نسبتوں سے۔
تفسیر رُوح البیان جلد ۵ صفحہ ۱۸۷	

چنانچہ اسی آیۃ کے تحت تفسیر قرطبی میں ہے۔

فیدعون بمن کانوا یاتمون بہ فی الدنیا یا حنفی یا شافعی ۔	پس وہ پکارے جائیں گے ان کے ناموں سے جن کی وہ دنیا میں تقلید کرتے تھے۔ (یعنی یوں پکارا جائیگا) یا حنفی یا شافعی۔

تفسیر قرطبی جلد ۱۰ ص ۲۹۷

آئمہ حدیث جن پر مخالفین بھی بڑے زور شور سے اعتماد کرتے ہیں۔ وہ خود کسی نہ کسی مسلک فقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ چنانچہ ارشاد الساری میں امام بخاری کے بارے میں یوں مذکور ہے۔

وقد ذکر ابو عاصم فی طبقات اصحابنا الشافعیہ	ابو عاصم نے طبقات میں ذکر کیا ہے کہ وہ (امام بخاری) ہمارے اصحاب شافعیہ میں سے تھے۔

ارشاد الساری جلد ۱ ص ۳۶

طبقات شافعیہ میں یوں مذکور ہے۔

وسمع بمکۃ عن الحمیدی و علیہ تفقہ عن الشافعی	یعنی امام بخاری نے مکہ میں حمیدی سے سماع کیا اور انہیں سے فقہ شافعیہ پڑھی۔

طبقات شافعیہ جلد ۲ ص ۳

امام ابو داؤد کے بارے میں شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

و مررا در مذہب او اختلاف ست بعضے گویند شافعی بود و بعضے گویند حنبلی بود۔	امام ابو داؤد کے فقہی مسلک کے بارے میں اختلاف تھا بعض نے کہا کہ وہ شافعی تھے، اور بعض نے کہا کہ وہ حنبلی تھے۔

بستان المحدثین ص ۲۸۲

امام نسائی کے بارے میں فرماتے ہیں۔

او شافعی بود۔ ⸻ ایضاً ⸻ وہ شافعی تھے ⸻

مخالفین کے نزدیک چونکہ کسی سے وابستگی سوائے امیر جماعت المسلمین حرام ہے جیساکہ وہ اپنے رسالہ المسلم اشاعت پنجم ص ۱۳ پر لکھتے ہیں۔

> تمام فرقہ وارانہ جماعتوں اور ان کے امراء سے کسی بھی قسم کی دینی وابستگی ناجائز اور حرام ہے ⸻

ظاہر ہے کہ آئمہ حدیث آئمہ فقہ سے وابستگی جائز جانتے تھے۔ تب ہی تو ان سے منسوب ہوئے۔ بقول مخالفین یہ کام حرام ہے اور حرام کو جائز جاننے والا کافر ہوتا ہے۔ اب یہ فیصلہ ان پر ہے کہ آئمہ حدیث کے بارے میں کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں اُن سے حدیث لینا صحیح ہے یا نہیں۔ اگر مخالفین اس وابستگی کے منکر ہیں تو کسی بڑے ثقہ پرانے عالم کی تصنیف سے یہ بات ثابت کریں کہ محدثین کسی مسلک سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ وہ اپنے آپ کو جماعت المسلمین میں سے گردانتے تھے۔ اس کے برعکس آئمہ حدیث نے اپنے لئے کئی نسبتوں کو پسند فرمایا۔ مثلاً امام بخاری شافعی بھی تھے اور جعفی بھی کہلائے اس کی وجہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں ⸻

> امام بخاری کے جد امجد مغیرہ بن بردز جعفی مجوسی تھے اور اس زمانے میں بخارا کے حاکم یمان جعفی کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور اسی نسبت سے جعفی کہلائے امام بخاری کو بھی جعفی اسی نسبت سے کہا جاتا ہے۔ ⸻ اشعۃ اللمعات جلد ا ص ۹ ⸻

جیساکہ گذشتہ مذکور ہوا کہ حدیث پاک میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا، میری اُمت کے تہتّر ۷۳ فرقے ہوں گے تمام جہنمی ہوں گے سوائے ایک فرقہ کے۔
یعنی رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرقہ ناجیہ کو بھی ایک فرقہ شمار کیا اور اُمت کے لئے تہتّر ۷۳ فرقوں کا لفظ استعمال کیا۔ اب اس واضح ارشاد کے ہوتے ہوئے کہنا کہ ہم کسی فرقے سے تعلق نہیں رکھتے، گویا کہ اُمت سے نکل جانے کے مترادف ہے۔

آج تک اُمۃ مسلمہ میں جتنے بھی بڑے بڑے علماء اور بزرگ گزرے ہیں۔ انہوں نے اپنی تصانیف میں فرق اسلامیہ کا ذکر فرمایا اور فرقہ ناجیہ اہل سُنّت وجماعت (حنفی، شافعی، مالکی حنبلی) کی نشاندہی فرمائی، اور گمراہ فرقوں کو علیحدہ علیحدہ گنوایا چنانچہ حضرت غوث اُمۃ حضور شہنشاہ عبدُ القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

واما الفرقۃ الناجیہ فھی اھل السنۃ والجماعۃ
فرقہ ناجیہ اہل سُنّت وجماعت ہے۔
[غنیۃ الطالبین مطبوعہ مصر ص ۸۵]

امام مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

اہل سُنّت وجماعت کہ فرقہ ناجیہ اند ونجات بے اتباع این بزرگواران متصور نیست۔
[مکتوبات مجدد الف ثانی ص ۳۹ مکتوب پنجاہ ونہم مطبوعہ ترکی]
اہل سُنّت جو فرقہ ناجیہ ہے ان بزرگ حضرات کی اتباع کے بغیر نجات نہ ہوگی۔

یہ حضرات ایسی ہستیاں ہیں کہ دنیا کے ہر خطہ میں ان کا نام آنے پر مسلمان تعظیم سے گردن جھکا دیتے ہیں۔ جماعت المسلمین ان ہی کے ہم پلہ کسی صاحب کی تصنیف سے یہ ثابت کرے کہ اپنے آپ کو صرف جماعتُ المسلمین ہی کہلانا چاہیئے۔
ائمہ حدیث خصوصاً امام ترمذی کا یہ معمول ہے کہ حدیث بیان کرنے کے بعد

مذاہب بیان کرتے ہیں۔ یہ کہ اس پر عمل امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام حنبل یا امام مالک کا ہے۔ لیکن کہیں یہ مذکور نہیں کہ جماعت المسلمین کا عمل اس حدیث پر ہے۔ جیسا کہ جماعت المسلمین کا زعم باطل ہے کہ وہ ابتدار اسلام سے ہے۔ یہاں دو[۲] احتمال ہیں۔ یا تو دوسرے مسلمانوں سے زیادہ ہوں گے یا کم ہوں گے۔ زیادہ والا احتمال تو باطل ہے، اس لئے کہ اگر اس وقت زیادہ ہوتے تو اب بھی دنیا میں اُن کی کثیر تعداد ہوتی۔ بڑے بڑے تعلیمی ادارے ہوتے بڑے بڑے جیّد مشاہیر سابقہ علمار کا تعلق اُن سے ہوتا دنیا میں کثیر مساجد ہوتیں۔ ان کی پرانی تصانیف وتفاسیر ہوتیں۔ جن میں یہ تعلیم عام ہوتی کہ مسلمانوں کیلئے لفظ مسلم کے علاوہ دوسرا نام استعمال کرنا حرام ہے۔ بخلاف اس کے یہ جماعت چند سال قبل نمودار ہوئی ہے اور مسجد ان کی ایک کراچی میں ایک سکھر میں اور ایک پشاور میں ہے۔ اور ہر مسجد میں ڈھائی ڈھائی آدمی ہیں۔ اور اہل سنت وجماعت بحمدہٖ تعالیٰ ہمیشہ سے کثیر ہیں اور اب بھی کثیر ہیں۔ دنیا کے ہر خطہ میں موجود ہیں۔ بڑے بڑے ادارے پہلے بھی تھے اب بھی ہیں۔ اور حضرت داتا گنج بخش، مجدد الف ثانی، امام محمد، امام ابو یوسف جیسی شخصیات موجود ہیں۔ جو آج بھی سورج کی طرح امتِ محمدیہ کے نورِ ایمان کو جلا بخش رہی ہیں

اور اگر کم والا احتمال مانا جائے۔ یعنی یہ لوگ پہلے بھی دوسرے مسلمانوں سے کم تھے، اب بھی کم ہیں۔ لیکن پھر بھی صحیح راستے پر ہیں تو معاذ اللہ ماننا پڑیگا کہ احادیث گمراہی کا حکم دیں کیونکہ احادیثِ مبارکہ میں تو یوں مذکور ہے

فلیلزم الجماعۃ — جماعت کو لازم پکڑو

دوسرے مقام پر ہے

اتبعوا السواد الاعظم فانہ — بڑے گروہ کی پیروی کرو بیشک

من شذ شذ فی النار — جو اس سے علیحدہ ہوا وہ جہنم میں ہوگا

مشکوٰۃ باب اعتصام

کیونکہ حدیث میں تو ہے کہ بڑے گروہ کی پیروی کرو۔ اور یہ بات بالبداہتہ باطل ہے کہ معاذ اللہ احادیث گمراہی کا حکم دیں تو ماننا پڑیگا کہ حدیث پاک میں حکم جماعت اہلِ سنت ہی کی پیروی کا ہے۔ کیونکہ یہی سب سے بڑی جماعت ہے اس واضح ارشاد پاک کے ہوتے ہوئے جو شخص نہایت ہی ادنی گروہ کی پیروی کریگا تو یقیناً اسے کوئی چیز اس ارشاد باری تعالیٰ کا مصداق اتم ہونے سے مانع نہ ہوگی۔

ومن یشاق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم وساءت مصیرا

اور جو رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر حق کا راستہ کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ پر چلے ہم اس کو اس کی حالت پر چھوڑ دیں گے اور اس کو دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی ہے۔

آیئے اب ایک نظر مخالفین کے استدلال کی طرف ڈالتے ہیں۔ مخالفین فاعتزل تلك الفرق کلها سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت میں ہر فرقہ سے جدا رہنے کا حکم ہے۔ حالانکہ حدیث پاک کا یہ معنیٰ کرنا بالکل باطل ہے۔ اصل مطلب یوں ہے کہ تم تمام گمراہ فرقوں سے علیحدہ رہو۔ اگر یہ معنیٰ مراد نہ لیا جائے تو پھر فرقہ ناجیہ سے بھی جدا رہنا لازم آئے گا۔ اور احادیث میں تضاد ماننا پڑے گا کہ ایک روایت میں اہل حق کو بھی فرقہ شمار فرمایا ہے

جیسا کہ گزشتہ روایت میں مذکور ہوا۔ اور دوسری روایت میں تمام فرقوں سے جدائی کا حکم دیا۔ اس لئے یہ روایت ہمارے لئے مضر نہ ہوئی۔

ولا تموتن الا و انتم مسلمون اور تلزم جماعۃ المسلمین میں مسلم سے مراد وہی مسلمان ہیں جو اہل حق ہیں مطلق مسلمان نہیں۔ جیسا کہ روایت مذکور ہو چکی کہ مسلمان تہتر فرقوں میں بٹ جائیں گے تمام جہنمی ہوں گے سوائے ایک کے۔ اگر مطلق مسلمان ہو کر مرنا مراد ہو یا مطلق مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا مراد ہو تو یہ معاذ اللہ کس طرح متصور ہو سکتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول علیہ السلام جہنم کے راستے پر چلنے کا حکم دیں۔ لہٰذا یہاں مسلم سے مراد خاص مسلمان فرقہ ناجیہ یعنی اہلسنت ہیں۔ نیز مسلمان تہتر فرقوں میں بٹ چکے ہیں ایک شخص تہتر قسم کے عقائد کو کس طرح لازم پکڑ سکتا ہے۔

اگر مذکورہ نصوص میں مسلمین سے مراد فرقہ جماعۃ المسلمین ہے تو یہ بالبداہتہ باطل ہے۔ اس بڑ کے سنتے ہی سامع کے ذہن میں بے ساختہ کچھ سوالات پیدا ہونے شروع ہوں گے۔ مثلاً یہ کہ پھر چند سال قبل ان نصوص کا مصداق کون لوگ تھے کیوں کہ یہ جماعت تو چند سال قبل پیدا ہوئی ہے۔ بقول انکے اگر یہی مسلمان ہیں تو لازم آئے گا کہ یہ مشرکین کی اولاد سے ہوں۔ پھر اس اولاد مشرکین کو کون مسلمان کر گیا آخر کسی ملک سے تو آیا ہو گا۔ وہاں بھی جماعت المسلمین فرقہ کے لوگ ہوتے چاہئیں۔ نیز ان کے اکابر کے نام کیا ہیں اگر یہ مانا جائے کہ یہ ابتدائے اسلام سے ہیں۔ تو یہ امر لازم ہوگا کہ ان کے امراء کا شجرہ ابتدائے اسلام تک پہنچتا ہو اور کم از کم سو دو سو سال قبل تک کے لوگوں کا یہی عقیدہ ہو اور اس کا ثبوت کسی بیّن دلیل سے ہو۔

اگر نصوص سے مراد یہی فرقہ ہے۔ تو لازم آئے گا کہ دنیا کے دوسرے ممالک خصوصاً مکہ پاک اور مدینہ پاک اہل حق سے خالی ہوں۔ حالانکہ یہ دو مقامات ایسے ہیں کہ قرب قیامت جب کہیں ایمان نہ ہوگا۔ تو یہاں ضرور ہوگا۔ چنانچہ بخاری میں ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ان الایمان لیأرز الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی جحرھا۔ "بخاری جلد ا ص ۲۵۲"

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قرب قیامت ایمان مدینہ پاک کی جانب یوں مجتمع ہوگا جیسے سانپ اپنے بل کی جانب۔

دیگر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متعدد ممالک کے لئے دعائے برکت فرمائی چنانچہ مشکوٰۃ میں ہے

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا۔ مشکوٰۃ

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے اللہ ہمارے ملک شام اور یمن میں برکتیں نازل فرما۔

اور شام کے بارے میں فرمایا ——— شام میں ہمیشہ ابدال اولیاء اللہ ہونگے

الابدال یکونون بالشام وھم اربعون رجلاً کلما مات رجل ابدل اللہ مکانہ رجلاً

اور وہ چالیس افراد ہیں جب ان میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ کوئی دوسرا بدل دیتا ہے۔

مذکورہ روایات سے اس امر کی طرف نشان دہی ہوتی ہے کہ یہاں ہمیشہ اہل حق ہوں گے۔ یہاں کے لوگ ہمیشہ سے اہل سنت ہیں اور حنفی، شافعی، مالکی حنبلی کہلاتے ہیں۔ مذکورہ مقامات پر فرقہ جماعت المسلمین کا نہ ہونا ہی ان کے بطلان کے لئے کافی ہے۔ اگر اس جماعت کو لازم پکڑنے کا حکم ہو اور معاذ اللہ باقی امت کو مشرک سمجھا جائے تو اس

ارشادِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عدم اعتماد کے مترادف ہے۔
حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

وانی واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی (بخاری جلد ۱ ص ۱۷۹)	خدا کی قسم مجھے تم سب سے یہ خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کروگے۔

اور حضور علیہ السلام کے ارشادِ گرامی پر عدم اعتماد جماعۃ المسلمین ہی کا کام ہے، اہل سنت اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے کہ اس ظاہر ارشاد پاک کے ہوتے ہوئے اُمت کو مشرک گردانا جائے۔

ولا تفرقوا کے جواب میں یہ عرض ہے کہ فروعی اختلاف اسکے تحت داخل نہیں ورنہ اگر فروعی اختلاف کو بھی فرقہ بندی کہا جائے تو اس حدیثِ پاک کا معنیٰ کیا ہوگا۔ اختلاف امتی رحمۃ "میری امت کا اختلاف رحمت ہے"۔

اور ایسا اختلاف صحابہ میں بھی تھا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اھتدیتم	میرے صحابہ ستاروں کی مثل ہیں تم جس کے پیچھے چلوگے ہدایت پاؤگے

لہٰذا حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی ہونا لاتفرقوا کے تحت داخل نہ ہوا۔

جواب سوال نمبر ۵

قنوت سے پہلے ہاتھوں کا اٹھانا عین اتباع صحابہ ہے۔ جو کہ متعدد کتب احادیث میں بہت سی روایات سے ثابت ہے۔ چند روایات پیش کی جاتی ہیں۔

چنانچہ بیہقی شریف میں ہے۔

ان عدداً من الصحابة رفعوا
ايديهم فی القنوت مع ما روينا
عن انس بن مالک عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم
"السنن الکبری مع جوہر النقی جلد۲ ص۲۱۱"

بیشک متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ دُعاء
قنوت کے وقت اٹھاتے تھے جیسا
کہ ہم نے روایت کیا ہے انس بن
مالک سے اور انہوں نے رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ——

اور شرح السنۃ کی روایات کچھ اس طرح ہے۔

وروی عن ابن مسعود انہ
کان یرفع یدیہ فی القنوت
وعن ابی ہریرۃ انہ کان یرفع
یدیہ فی قنوتہ
"شرح السنۃ للامام البغوی جلد۳ ص۱۲۷"

روایت کیا گیا ہے ابن مسعود سے کہ وہ
اپنے ہاتھ دعائے قنوت کے وقت اٹھاتے تھے
روایت کیا گیا ہے حضرت ابوہریرہ سے
کہ وہ دعائے قنوت کے وقت ہاتھ
اٹھاتے تھے۔

اور صاحب آثار السنن نے یوں نقل فرمایا ہے۔

عن الاسود عن عبد اللہ انہ کان
یقرا فی اٰخر رکعۃ من الوتر
(قل ھو اللہ) ثم یرفع یدیہ
فیقنت قبل الرکعۃ رواہ
البخاری فی جزء رفع الیدین
واسنادہ صحیح ——

حضرت عبداللہ سے روایت ہے، کہ
وہ وتر کی آخری رکعت میں "قل ہو اللہ"
پڑھتے تھے پھر رفع یدین کرتے اس کے
بعد دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے
تھے۔ روایت کیا اس کو امام بخاری نے
(جزء رفع الیدین) میں ——

عن ابراھیم النخعی قال ترفع

حضرت ابراہیم نخعی سے روایت ہے

الایدی فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوٰۃ وفی التکبیر للقنوت فی الوتر رواہ الطحاوی واسنادہ صحیح	فرمایا سات مقامات پر ہاتھ اٹھائے جائیں گے۔ نماز کو شروع کرتے وقت اور نمازِ وتر میں دعائے قنوت کی تکبیر کہتے وقت

آثار السنن ص۱۲۹ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

اس روایت کو امام طحاوی نے (باب رفع الیدین عند رویۃ البیت) میں بھی نقل فرمایا ہے۔ طحاوی جلد ا ص۳۳۲

مصنف ابن ابی شیبہ نے بھی متعدد روایات رفع عند القنوت کے بارے میں ذکر فرمائی ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

حدثنا ابوبکر قال حدثنا ابوالاحوص عن مغیرۃ عن ابراھیم قال ارفع یدیك للقنوت	حضرت ابراہیم سے روایت ہے فرمایا کہ تو اپنے ہاتھ دعائے قنوت کے وقت اٹھا۔
حدثنا معاویہ بن ھشام قال حدثنا سفیان عن لیث عن عبد الرحمٰن بن الاسود عن ابیہ عن عبد اللہ انہ کان یرفع یدیہ فی القنوت الوتر	حضرت عبد اللہ سے روایت ہے کہ وہ نماز وتر میں دعائے قنوت کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔
حدثنا عبد الرحمٰن بن	حضرت عبد اللہ سے روایت ہے

محمد المحاربی عن لیث عن ابن الاسود عن ابیہ عن عبد اللہ انہ کان یرفع یدیہ اذا قنت فی الوتر۔
کہ وہ نماز وتر میں جب دعائے قنوت پڑھتے تو ہاتھ اٹھاتے۔

"مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۳۰۷ مطبوعہ ادارۃ القرآن و العلوم الاسلامیہ اشرف منزل کراچی"

رفع الیدین عند القنوت کے بین ثبوت کے بعد اب رہا یہ مسئلہ کے وہ ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں گے تو اس کی صراحت بھی احادیث میں موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں رفع الیدین کے وقت ہاتھ کہاں تک اٹھاتے تھے، چنانچہ ملاحظہ ہو روایت ابو داؤد۔

قال فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستقبل القبلۃ فکبر فرفع یدیہ حتی حاذتا اذنیہ ثم اخذ شمالہ بیمینہ
ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ ص ۱۰۵
فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے قبلہ کی طرف منہ کیا اس کے بعد تکبیر کہی اور ہاتھوں کو اٹھایا یہاں تک کہ وہ کانوں کے محاذی ہو گئے پھر بائیں ہاتھ کو دائیں سے پکڑ لیا۔

جواب سوال نمبر ۶

نماز میں عورت کا سینے پر ہاتھ باندھنا، یہ تو کوئی اختلافی مسئلہ نہیں کہ جس پر دلائل کی حاجت ہو تمام ائمہ کا یہی مسلک ہے چونکہ اس میں عورت کے لئے زیادہ پردہ ہے۔ چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب حلبی کبیر میں یوں مذکور ہے۔

المراۃ فانہا تضعہا تحت
تمام ائمہ کے نزدیک نماز میں عورت

ثدیبھا بالاتفاق لانہ استر لھا	اپنے سینے پر ہاتھ باندھے گی اس لئے کہ اس میں اس کیلئے زیادہ پردہ ہے۔

اور معترضین کا بھی یہی مسلک ہے۔ رہا مرد کا زیرِ ناف ہاتھ باندھنا تو یہ متعدد صحیح احادیث سے ثابت ہے اور متعدد کتب احادیث میں مذکور ہے۔ اور قرینِ قیاس بھی یہی ہے، کیونکہ زیرِ ناف ہاتھ باندھنے میں ادب بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف چند روایات پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ چنانچہ الجوہر النقی میں ہے۔

عن انس قال ثلاث من اخلاق النبوۃ تعجیل الافطار وتاخیر السحور ووضع الید الیمنٰی علی الیسرٰی فی الصلوۃ تحت السرۃ " السنن الکبرٰی مع الجوہر النقی جلد۲ ص۳۲"	حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ تین باتیں نبوت کے اخلاق سے ہیں، اولاً روزہ جلد افطار کرنا اور آخری وقت میں سحری کھانا اور نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔

صاحب مصنف ابن ابی شیبہ یوں نقل فرماتے ہیں۔

قال حدثنا وکیع عن موسٰی بن عمیر عن علقمہ بن وائل بن حجر عن ابیہ قال رائیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وضع یمینہ علی شمالہ فی	وائل بن حجر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے

الصلوۃ تحت السرہ	نیچے رکھے ہوئے ہیں
" مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر ا ص ۳۹۰"	
حدثنا وکیع عن ربیع عن ابی	حضرت ابراہیم سے روایت ہے، فرمایا
معشر عن ابراھیم قال یضع	کہ وہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر
یمینہ علی شمالہ فی الصلوۃ	ناف کے نیچے رکھتے تھے۔
تحت السرہ ▭ ایضاً ▭	
حدثنا یزید بن ھارون	حضرت حجاج بن حسان فرماتے ہیں
قال اخبرنا حجاج بن حسان	کہ میں نے ابو مجلز سے سوال کیا کہ وہ
قال سمعت ابا مجلز او سالتہ	نماز میں ہاتھ کس طرح رکھتے ہیں فرمایا
قال قلت کیف یضع قال یضع	کہ وہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ
باطن کف یمینہ علی ظاھر	کی پشت پر ناف کے نیچے رکھتے ہیں
کف شمالہ ویجعلھا اسفل	
من السرۃ ▭ ایضاً ▭	

اور آثار السنن میں یوں مذکور ہے۔

عن علقمہ بن وائل بن حجر	وائل بن حجر اپنے والد سے روایت کرتے
عن ابیہ قال رائیت النبی	ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی
صلی اللہ علیہ وسلم یضع	اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ
یمینہ علی شمالہ فی الصلوۃ	تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں اپنا دایاں ہاتھ
تحت السرۃ رواہ ابن ابی شیبہ	بائیں پر ناف کے نیچے رکھے ہوئے

واسنادہ صحیح ہیں۔

آثار السنن صفحہ ۶۹۔۷۰

مصنف آثار السنن اپنی ہی رقم کردہ تعلیق میں اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں ـــــــ

قال حافظ قاسم بن قطلوبغا فی تخریج احادیث الاختیار شرح المختار ھذا اسند جید وقال العلامہ محمد ابوطیب المدنی فی شرح الترمذی ھذا حدیث قوی من حیث السند وقال الشیخ عابد السندی فی طوالع الانوار رجالہ ثقات

جواب سوال نمبر ۷، ۹

یہ اعتراض اس وقت صحیح ہوتا جبکہ احناف کے نزدیک زبان سے نیت کرنا واجب ہوتا۔ حالانکہ زبان سے نیت کرنا استحباب کے درجہ میں ہے۔ اس کا رواج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ پاک کے بہت بعد دیا گیا اور اس میں حکمت یہ تھی چونکہ غیر عرب مسلمان کثیر ہیں۔ اور خشوع و خضوع میں بھی کمی واقع ہو رہی ہے اور دنیاوی مشاغل میں توجہ بہت زیادہ مبذول ہے۔ زبان سے نیت چونکہ استحضار قلب کا باعث بنتی ہے۔ اس لئے پختگی نیت

کی بنا پر اس کو مستحب قرار دیا گیا چنانچہ احناف کی معتبر کتاب الھدایہ میں ہے

والنیۃ ھی الارادۃ والشرط ان یعلم بقلبہ ای صلوۃ یصلی اما الذکر باللسان فلا معتبر بہ ویحسن ذالک لاجتماع عزیمتہ	نیّت دلی ارادے کا نام ہے، اور شرط یہ ہے کہ نمازی اپنے دل میں جانتا ہو کہ وہ کونسی نماز پڑھ رہا ہے۔ لیکن زبان سے نیّت تو اس کا کوئی اعتبار نہیں اور اسے مستحسن قرار دیا گیا ہے تاکہ ارادہ مستحضر ہو جائے۔
الھدایہ جلد نمبر ۱ ص ۹۶	

اور روزے کی زبان سے نیّت کرنے میں بھی یہی حکمت ہے۔ ورنہ اصل نیت تو دل کے ارادے کا نام ہے۔

جواب سوال نمبر ۸

احناف چونکہ عمل بالحدیث کے بہت دلدادہ ہوتے ہیں۔ اس لئے انکا یہ سنہری اصول ہے کہ مختلف احادیث کو تطبیق دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاکہ حتی الامکان کوئی حدیث بغیر عمل کے نہ رہ جائے۔ اور کچھ ایسی ہی کیفیت یہاں ہے کہ ایک تو وہ روایت ہے جس میں صراحۃً تشہد کے بعد کی دعا بیان فرما دی گئی۔ لیکن دوسری روایت ہے کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو تشہد کی تعلیم فرمائی اور اس کے بعد دعا کے بارے میں اختیار عطا فرمایا۔ چنانچہ بخاری کے الفاظ ہیں۔

یتخیر من الدعا اعجبہ الیہ فیدعو	اس کے بعد تجھے اختیار ہے دعا کے بارے میں جو تیرے نزدیک زیادہ اچھی ہو پس وہی مانگ۔
بخاری جلد ۱ ص ۱۱۵،	

اور نسائی شریف میں یوں مذکور ہے۔

یستخیر بعد ذلک من الکلام ماشاء ▭ نسائی ص۱۴۳ ▭	اس کے بعد تجھے دعا کے بارے میں اختیار ہے جو تو چاہتا ہے مانگ۔

اس کے بین السطور میں یہ عبارت ہے

الماثور والمتشابہ للقرآن۔

اور رب اجعلنی چونکہ قرآن پاک میں موجود ہے اس لئے ہم اسے ترجیح دیتے ہیں۔ چنانچہ احناف کا دونوں روایات پر عمل ہے۔ یعنی جس میں دعا تعلیم فرما دی گئی۔ اور دوسری جس میں اختیار عطا فرمایا گیا۔

لہٰذا احناف کے موقف پر اعتراض کرنا علم حدیث سے جہالت کے مترادف ہے۔ معترضین سے یہ سوال ہے کہ وہ اختیار والی حدیث پر عمل کیوں نہیں کرتے ائمہ فقہ کا مذہب احادیث کے عین مطابق ہوتا ہے۔ اور احادیث کا حقیقی مطلب و مفہوم فقہاء سے بڑھ کر کوئی نہیں جانتا۔ چنانچہ ترمذی شریف میں ہے۔

الفقھاء وھم اعلم بمعانی الحدیث۔ ▭ ترمذی ص۱۹۳ ▭	فقہا احادیث کے معانی ومطالب سب سے بڑھ کر جانتے ہیں۔

جواب سوال نمبر ۱۱

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیشک دائمی امام ہیں اس کے باوجود لفظ امام کا اطلاق غیر رسول پر بھی دائماً جائز ہے۔ ایک لفظ اگر متعدد ذوات کے لئے استعمال ہو تو ضروری نہیں کہ ہر جگہ اس کا معنیٰ ایک ہی ہو بلکہ بعض دفعہ محل بدلنے سے معنیٰ میں بھی فرق آجاتا ہے۔ مثلاً صلوۃ کا لفظ جب اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہوگا تو

رحمتِ کاملہ کے معنیٰ میں ہوگا۔ اور جب اس کا اسناد انسانوں کی طرف ہوگا تو طلبِ رحمت کے معنیٰ مُراد ہونگے۔ اور جب فرشتوں کی طرف ہوگا تو استغفار کے معنیٰ میں ہوگا۔ اسی طرح لفظ مومن خدا تعالیٰ، حضورِ علیہ السلام، اور تمام مسلمانوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اور کوئی بھی بے عقل یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور عام مُسلمانوں کا دائماً مومن ہونا خدا تعالیٰ کے دائماً مومن ہونے کے منافی ہے۔ اِسی طرح لفظ سید حضرت صدیق اکبر اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استعمال کیا ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔

حدثنا ابو نعیم قال کان عمر یقول ابوبکر سیدنا واعتق سیدنا یعنی بلالاً ـــــــ	حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے تھے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہمارے سید ہیں اور انہوں نے ہمارے سید کو آزاد کیا یعنی حضرت بلال کو۔
⊏ بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۰ مناقب بلال ⊐	

اور خود رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ذات بابرکات کے لئے بھی یہ لفظ پسند فرمایا، چنانچہ مشکوٰۃ میں ہے۔

انا سید ولد آدم ـــــ میں تمام اولادِ آدم کا سید ہوں۔

⊏ مشکوٰۃ فضائل سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۵۱۱ ⊐

اب جماعت المسلمین سے یہ سوال ہے کہ وہ یہ بتائیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے لفظ سید کا استعمال حضرت صدیق اکبر اور حضرتِ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے دائماً کیا تھا، یا ان کی مراد صرف محدود وقت کے

لئے تھی۔ یقیناً جواب بشکل اول ہوگا۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا دائمی سید ہونا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائمی سید ہونے کے منافی نہیں تو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دائمی امام ماننا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائمی امام ہونے کے کیونکر منافی ہوگا۔ دیگر، لفظ امام کا اطلاق غیر رسول کیلئے خود قرآن وحدیث سے بکثرت ثابت ہے۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

یوم ندعو کل اناس بامامھم — جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے ــــ

جیساکہ اس آیہ کے تحت مفسرین کرام کے قول گزر چکے کہ انہوں نے امام سے مراد ائمہ فقہ لئے ہیں۔

بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ بہت سے امام پیدا فرمائے چنانچہ فرمایا ــــــ

وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا — ہم نے ان میں کچھ امام بنائے تاکہ تمہارے حکم سے راہنمائی فرمائیں۔

اگر امت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بھی متعدد ائمہ ہوں تو کیا استحالہ ہے۔ ایک مقام پر مومنوں کی دعا بیان فرمائی۔

واجعلنا للمتقین اماما — ہمیں متقین کا امام بنا دے ــــ

یہ مقام تعریف ہے اور اگر لفظ امام کا اطلاق غیر رسول پر جائز نہ ہو تو لازم آئے گا کہ اس دعا میں غیر مشروع کی طلب کی گئی ہو اور غیر مشروع امر کی طلب

مقام تعریف نہیں ہو سکتی ــــــــ

اور بخاری میں یوں مروی ہے۔

فالامام الذی علی الناس راع	امام جو لوگوں پر حاکم ہے وہ اپنی
وھو مسئول عن رعیتہ۔	رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔

ــــ بخاری جلد۲ صفحہ ۱۰۵۷ کتاب الاحکام ــــ

موطا امام محمد میں یوں مروی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ	ارشاد فرمایا کہ جو امام کی اقتدا میں ہو
قراءۃ ــــــــ	تو اسی صورت میں امام کا قرات کرنا گویا
ــــ موطا امام محمد ــــ	کہ اس کا قرات کرنا ہے

دیگر اگر لفظ امام کا اطلاق غیر رسول کے لئے جائز نہ ہوتا تو ائمہ حدیث کتب احادیث میں ابواب کے نام اس طرح نہ باندھتے۔ چنانچہ بخاری میں ہے۔

باب بیعۃ الامام علی الناس

اموالھم وضیاعھم

ــــ بخاری جلد۲ صفحہ ۱۰۶۵ ــــ

امام ترمذی فرماتے ہیں۔

باب ماجاء فی الامام العادل	باب امام عادل کے بیان میں۔

ــــ ترمذی جلد۱ صفحہ ۲۴۸ ــــ

جواب، سوال نمبر ۱۳

معترضین کا یہ قول کہ نمازِ عید میں بارہ تکبیروں کا ثبوت ملتا ہے۔ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ سائل کا علم حدیث شریف کے بارے میں محدود اور سطحی ہے۔ ورنہ جہاں بارہ کا ثبوت ہے، وہاں گیارہ، تیرہ، اور نو کا بھی ہے۔ جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں مروی ہے ——

حدثنا وکیع قال حدثنا سفیان عن ابی اسحاق عن الحارث عن علی انه کان یکبر فی الفطر احدیٰ عشرۃ تکبیرۃ ستا فی الاولی وخمسا فی الاخرہ	حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ وہ عید الفطر میں گیارہ تکبیریں کہتے تھے۔ چھ پہلی رکعت میں اور پانچ آخری میں ——
حدثنا هشیم عن حجاج وعبد الملك عن عطا، عن ابن عباس انه کان یکبر ثلاث عشرۃ تکبیرۃ	حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ عید الفطر تیرہ تکبیریں کہتے تھے ——

مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۱۷۲

نو، کا قول حضرت عبد اللہ بن مسعود کا ہے، اور آپ کا یہ مقام ہے کہ آپ مرجع الصحابہ تھے۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے آپ کی وجاہتِ علمی ثابت ہے۔ چنانچہ ترمذی میں ہے۔

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت	حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مؤمراحداً من غیر مشورۃ لامرت ابن ام عبد۔	نے فرمایا کہ اگر میں بغیر مشورہ کے کسی کو امیر بناتا تو وہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کو بناتا
ترمذی جلد ۲ ص ۲۲۱	
عن عبد الرحمن بن یزید قال اتینا حذیفۃ فقلنا حدثنا باقرب الناس من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھدیا و دلا فناخذ عنہ ونسمع منہ قال کان اقرب الناس ھدیا وسمتا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن مسعود	عبد الرحمن بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہ ہمارے ہاں تشریف لائے ہم نے ان سے پوچھا کہ آپ ہمیں یہ بات بیان فرمائیں کہ لوگوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ نزدیک سیرت وکردار کے اعتبار سے کون تھا تاکہ ہم اس سے دینی معلومات حاصل کریں اور مسائلِ شریعہ کا بیان ان سے سنیں۔ فرمایا کہ سیرت وکردار کے اعتبار سے سب سے زیادہ نزدیک ابن مسعود ہیں
ایضاً	

آپ کی کمال فقاہت اور مرجع الصحابہ ہونے کی بنا پر احناف تکبیراتِ عیدین میں آپ ہی کے مسلک کو اختیار کرتے ہیں۔ آپ اپنے اس موقف میں منفرد نہیں تھے بلکہ دیگر صحابہ کرام کا بھی یہی معمول تھا۔ چنانچہ طحاوی میں ہے

فاجمعوا امرھم علی ان یجعلوا التکبیر علی الجنائز مثل التکبیر فی الاضحی والفطر اربع تکبیرات	صحابہ کرام کا اس معاملہ میں اجماع ہو چکا تھا کہ وہ نماز جنازہ میں چار تکبیریں اپنائیں جیسا کہ عیدین میں چار تکبیریں

ہوتی ہیں یعنی ہر رکعت میں چار بایں طور کہ اوّل رکعت میں اول تکبیر تحریمہ اور تین زوائید اور دوسری میں تین زوائید اور چوتھی رکوع والی۔

ایضاً

اور ابوداؤد میں یوں مروی ہے۔

ان سعید بن العاص سال اباموسیٰ الاشعری وحذیفہ بن الیمان کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکبر فی الاضحیٰ والفطر فقال ابوموسیٰ کان یکبر اربعاً تکبیرۃ علی الجنائز فقال حذیفہ صدق فقال ابوموسیٰ کذلک کنت اکبر فی البصرۃ حیث کنت

ابوداؤد جلد اصفحہ ۱۶۳

حضرت سعید بن العاص نے حضرت موسیٰ الاشعری اور حذیفہ بن الیمان سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر میں کتنی تکبیریں کہتے تھے۔ تو حضرت ابوموسیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چار تکبیریں عیدین میں نماز جنازہ کی مثل کہتے۔ (یعنی ہر رکعت میں چار کہتے پہلی رکعت میں ایک تکبیر تحریمہ اور تین زوائید دوسری رکعت میں تین زوائید اور چوتھی رکوع والی تکبیر۔ حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ حضرت ابو موسیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں جب تک بصرہ میں رہا عیدین میں اسی طرح تکبیریں کہتا تھا۔

تکبیرات عیدین کے بارے میں صاحب آثار السنن صحابہ کرام کا موقف یوں بیان فرماتے ہیں۔

عن علقمة والاسود كان ابن مسعود جالسا وعنده حذيفة وابوموسى الاشعرى فسالهم سعيد بن العاص عن التكبير فى الصلوة العيد فقال حذيفة سل الاشعرى فقال الاشعرى سل عبد الله فانه اقرءنا واعلمنا فساله فقال ابن مسعود يكبر اربعاً ثم يقرأ ثم يكبر فيركع فيقوم فى الثانية فيقرأ ثم يكبر اربعاً بعد القراة رواه عبد الرزاق واسناده صحيح ——— آثار السنن ص۲۵۷

حضرت علقمہ اور حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہم روایت فرماتے ہیں۔ کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ حذیفہ اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے۔ ان حضرات سے سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عیدین کی تکبیرات کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت حذیفہ نے فرمایا حضرت اشعری سے پوچھو حضرت اشعری سے پوچھو حضرت اشعری نے فرمایا کہ عبداللہ سے پوچھو کہ یہ ہم میں بزرگ اور زیادہ عالم ہیں۔ پھر انہوں نے ان سے سوال کیا۔ تو حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ چار تکبیریں کہنے کے بعد قرأت کریگا۔ (یعنی تکبیر تحریمہ اور تین زوائید) پھر تکبیر کہے گا اور رکوع کرے گا پھر دوسری رکعت کے لئے قیام کرے گا۔ قرأت کرے گا پھر چار تکبیریں کہے گا۔ قرأت کے بعد (یعنی تین زوائید اور ایک تکبیر رکوع والی) روایت کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے اور اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں۔

اور اس قسم کی روایت صاحب مصنف ابن ابی شیبہ نے بھی نقل فرمائی ہے چنانچہ فرماتے ہیں ــــــــ

حدثنا یزید بن ھارون عن المسعودی عن معبد بن خالد عن کردوس قال قدم سعید بن العاص فی ذی الحجۃ فارسل الی عبد اللہ وحذیفۃ وابی مسعود الانصاری وابی موسیٰ الاشعری فسالھم عن التکبیر فاسندوا امرھم الی عبد اللہ فقال عبد اللہ یقوم فیکبر ثم یکبر ثم یکبر فیقرأ ثم یکبر ویرکع ویقوم فیقرأ ثم یکبر ثم یکبر ثم یکبر ثم یکبر الرابعۃ ثم یرکع

حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا نمازی قیام کے لئے کھڑا ہوگا (ثنا کے بعد) تکبیر کہے گا پھر تکبیر کہے گا پھر تکبیر کہے گا، پھر قرأت کریگا۔ پھر تکبیر کہے گا اور رکوع کریگا۔ پھر کھڑا ہوگا، (دوسری رکعت کے لئے) قرأت کریگا، پھر تکبیر کہے گا۔ پھر تکبیر کہے گا۔ پھر تکبیر کہے گا۔ پھر چوتھی تکبیر کہے گا پھر رکوع کرے گا ــــــــ

[مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۱۷۴]

احناف کے موقف پر بحمدہٖ تعالیٰ کثیر روایات صحیحہ متعدد کتب حدیث میں موجود ہیں لیکن اختصار کے پیش نظر انہیں پر ہی اکتفاء کیا جاتا ہے ــــــــ

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ضالین کو سمجھ عطا فرمائے اور مومنین کو استقامت ــــــــ

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ واصحابہ وسلم

یومِ رضا

جمعیت اشاعتِ اہلسنت کراچی، اعلیحضرت امام اہلِ سنت مجدد ملت شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ کی علمی دینی اور ملی خدمات جلیلہ کے تعارف کے لئے کتب و رسائل شائع کرنے کے ساتھ ساتھ ہر سال آپ کے یومِ وصال (عرس مبارک) کے موقع پر جلسہ یوم رضا کا انعقاد کرتی ہے جس میں ملک کے نامور علماء، فضلا اور دانشور حضرات چودھویں صدی کے مجدد کی عظیم علمی خدمات اور بیمثال تجدیدی کارناموں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ یہ روح پرور تقریب لکڑی گراؤنڈ نزد لی مارکیٹ میٹھادر کراچی میں منعقد ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں جمعیت اشاعت اہلسنت کراچی کی طرف سے ملک کے گوشے گوشے میں جلسہ ہائے یومِ رضا منعقد کرنے کی ہر سال اپیل کی جاتی ہے اس تحریک سے ملک کے اکثر مقامات پر یوم رضا منایا جانے لگا ہے مگر ہم اس میں مزید وسعت کے خواہاں ہیں لہٰذا علماء کرام اور اہلسنت کی انجمنوں سے اپیل ہے کہ وہ یوم رضا کو وسیع پیمانے پر منانے کا اہتمام کیا کریں۔

جمعیت اشاعت اہلسنت نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر کراچی ۷۴۰۰۰